

امام مسجد نبوی کا امریکہ کے خلاف نعرہ حق

مولانا منظور احمد چنیوٹی راوی ہیں کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران وہ سعودی عرب میں تھے اور رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے قادیانیت کے بارے میں قائم کیے گئے گروپ کے ساتھ مصروف کار تھے کہ اس دوران حرمین شریفین کے ایک بزرگ امام محترم سے ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے امام صاحب سے استدعا کی کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں پاکستان کی تحریک ختم نبوت کا تذکرہ کر کے قادیانیت کے بارے میں کچھ کلمات ارشاد فرمادیں۔ امام محترم نے جواب دیا کہ انہیں اس سلسلہ میں متعلقہ حکام سے اجازت لینا پڑے گی۔ مولانا چنیوٹی نے کہا کہ چلیں خطبہ جمعہ میں نہ سہی، دعا میں ہی ذکر کر دیں اور نعتیہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اسلامیان پاکستان کی کامیابی کے لیے دعا فرمادیں تو جواب ملا کہ اس کے لیے بھی متعلقہ حکام کو اعتماد میں لینا ہوگا۔

یہ شخص یا خاندانی حکومت کا سب سے بڑا المیہ ہوتا ہے کہ شخصیت یا خاندان کے مفادات اور وقار کو پورے نظام میں محور کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور کسی بے ضرر بلکہ مفید بات کے لیے بھی بعض چروں کے اتار چڑھاؤ کو دیکھنا ضروری سمجھا جانے لگتا ہے۔

۱۹۷۲ء میں سعودی عرب کے سینکڑوں سرکردہ علماء کرام اور دانشوروں نے ”تذکرۃ النبی“ (خیر خواہی کی یادداشت) کے نام سے عرضداشت بادشاہ معظم کے حضور پیش کی جس میں حکومت کی مختلف پالیسیوں بالخصوص خلیج میں امریکی افواج کی موجودگی، ملک میں سودی نظام معیشت کے تسلسل اور شرعی عدالتوں کے دائرہ کار اور اختیارات کو بتدریج محدود کرنے کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے ان پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق عوام کے شرعی اور شہری حقوق کی بحالی پر زور دیا گیا ہے۔ اس عرضداشت پر دستخط کرنے والے سینکڑوں علماء اور دانشوروں کو گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے جلاوطن ہو گئے، ان میں سے دو بڑے علماء کرام الشیخ سفر الحوالی اور الشیخ سلمان العودة ابھی تک زیر حراست ہیں اور دو ممتاز دانشور ڈاکٹر محمد المسعری اور ڈاکٹر سعد الفقیہ اپنے دیگر رفقاء سمیت لندن میں جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ امام اسلام کے عظیم مجاہد الشیخ

مجاہد اسلامہ بن لادن اسی قسم کی جرات رندانہ کی پاداش میں افغانستان کی سنگلاخ وادیوں میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اس ”خیر خواہی کی عرضداشت“ کے جواب میں علماء کے سرکاری کیمپ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ بادشاہ معظم کی پالیسیوں پر اس طرح کھلم کھلا تنقید کرنا اور اس حوالہ سے لوگوں کا ذہن تیار کرنا درست طرز عمل نہیں ہے اور ان سرکاری علماء کے بقول شریعت اسلامیہ میں اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ ان کے نزدیک درست طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کو شرعی نقطہ نظر سے حکومت کی پالیسی پر اعتراض ہو تو وہ اسے مخفی طور پر تنہائی میں باوقار طریقہ سے متعلقہ حاکم کے گوش گزار کر دے۔ بس اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہے اور ایسا کر کے وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے گا (یہ عرضداشت اور سرکاری علماء کا جواب دونوں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں)

اس پس منظر میں مدینہ منورہ کے محترم عالم دین اور مسجد نبوی کے امام الشیخ علی عبد الرحمن الحدیفی کے ایک خطبہ جمعہ کی آڈیو کیسٹ سننے کا اتفاق ہوا تو خوشگوار حیرت ہوئی کہ انہوں نے بعض اہم اور نازک مسائل پر عالم اسلام کے دینی حلقوں کی بے باک ترجمانی کا راستہ اختیار کیا ہے اور روایتی طریق کار سے ہٹ کر عالم اسلام کے زندہ مسائل کو موضوع گفتگو بنایا ہے۔ الشیخ الحدیفی نے یہ خطبہ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ کے پہلے جمعہ المبارک کو مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا جبکہ ایران کے سابق صدر رفسنجانی بھی مدینہ منورہ کے دورے پر آئے ہوئے تھے اور جمعہ المبارک کے اجتماع میں شریک تھے مگر وہ خطبہ کے دوران ہی اٹھ کر اپنے محافظین کے ہمراہ واپس چلے گئے۔

الشیخ حدیفی اپنے علم و فضل اور نیکی و تقویٰ کے حوالہ سے عالم اسلام کی معروف شخصیت ہیں اور قرآن کریم کی قراءۃ میں ان کا سوز و گداز بطور خاص لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں ان کی عقیدت و محبت ابھارنے کا باعث ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں کسی نماز کی ادائیگی میں ایک مسلمان کے لیے بذات خود بہت بڑی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے لیکن راقم الحروف نے اس بات کا کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ کسی جبری نماز کی تکبیر تحریمہ میں الشیخ الحدیفی کی آواز سن کر لاکھوں نمازیوں کے چہرے کھل اٹھتے ہیں کہ آج ان کی زبان سے قرآن کریم سن کر نماز کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔ سچی بات ہے کہ مصر کے الشیخ محمود غلیل الحصری کے بعد اگر کسی قاری کی تلاوت قرآن کریم نے متاثر کیا ہے اور دل کی بے حس تاروں کو حرکت دی ہے تو وہ یہی الشیخ علی عبد الرحمن الحدیفی ہیں۔ اللہ پاک انہیں حفظ و لمان میں رکھے۔

آمین یا رب العالمین.....

ہم ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس خطبہ کے بعد سے شیخ موصوف منظر سے مسلسل غائب ہیں اور کم و بیش ڈیڑھ ماہ سے انہوں نے نہ کسی جمعہ پر خطبہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی نماز پڑھائی ہے۔ ہمارے ایک ذمہ دار دوست جو اس دوران دو ہفتے مدینہ منورہ رہ کر آئے ہیں، بتاتے ہیں کہ ان دو ہفتوں میں شیخ حذیفی نے ایک نماز بھی نہیں پڑھائی۔ معلوم نہیں کہ آیا انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے یا وہ گھر میں نظر بند کر دیے گئے ہیں؟ ہم سعودی عرب کی معزز حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ الشیخ الحذیفی جیسے ہر دلعزیز امام و خطیب کی صحت و سلامتی اور آزادی کے بارے میں تازہ ترین صورتحال سے عالم اسلام کو باخبر کرے۔

(مطبوعہ روزنامہ اوصاف، ۳۰ اپریل ۱۹۹۸ء)

امریکہ کے ایٹم ڈیپارٹمنٹ کے جولائی ۱۹۵۱ء کے پالیسی بیان میں کہا گیا:

”پاکستان میں ہمارے اہداف کے لیے ایک خطرہ اور ہے جو کمیونزم کی طرح عیاں نہیں۔ یہ جاگیرداروں کے رجعت پسند گروہوں اور غیر تعلیم یافتہ مذہبی راہ نمائوں (ملاؤں) کی طرف سے ہے جو موجودہ مغرب پسند حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اسلام کے دنیانوی اصولوں کی طرف واپس لوٹنا چاہتے ہیں۔ ان کی قوت کا سرچشمہ عوام کے مذہبی جذبات اور جاہل لوگوں کی طرف سے تغیر و تبدل کی مخالفت ہے۔ اگر یہ غالب آگئے تو پاکستان ایک مذہبی ریاست بن جائے گا جو واضح طور پر مغرب دشمن ہوگی۔ اس لیے ہمیں جمہوری (لادینی) دستور اور جدید تعلیم کے لیے موجودہ حکومت کی کوششوں کی مکمل حمایت کرنی چاہئے“

(کے عارف، پاک امریکہ تعلقات، دستاویزات (انگریزی) جلد ۱، ص ۶۳)